

فَإِنْ تَنَزَّلْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَقَالُوا هَذَا الْمَدِينَةُ
الْعُلَمَاءُ وَرَبُّهَا لَا يَنْبِئُكَ

شُد کی مختلف صورتوں کے متعلق استقصا

آؤر
اس پر حنفی علماء اسلام کے فتوے

ایک

نجم العارفین

مطبوعہ کریم پریس لاہور بیرون شہر اڈالٹ سٹرک لاہور
(بہر اہتمام میر غلام حسن شاہ پرنسٹن)

سُود کی مختلف صورتوں کے متعلق مستفتا

اُس پر فی علمائے اسلام فتوے

۲۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو خاکسار محرم علی چشتی کے مکان (واقعہ ہیرامندی لاہور) پر ایک مختصر جلسہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کا ہوا جس میں مندرجہ ذیل صاحبان تشریف فرما تھے :-

- (۱) جناب میاں فضل حسین صاحب بی اے بیرسٹریٹ ایڈووکیٹ چیف کورٹ پنجاب لاہور
- (۲) جناب شیخ احمد حسن صاحب بی اے بیرسٹریٹ لایسیننگ ڈائریکٹر اسلام آباد
- موسوم بہ (دی اورینٹل بینک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور)
- (۳) جناب مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب لاہور
- (۴) جناب چوہدری نبی بخش خاں صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب لاہور
- (۵) جناب سید محمد امین صاحب انڈر بائی پلیڈر لاہور
- (۶) جناب میاں نظام الدین صاحب خلف میاں کریم بخش صاحب محرم رئیس لاہور
- (۷) جناب حاجی منشی شمس الدین صاحب سکریٹری انجمن حمایت اسلام لاہور
- (۸) جناب بابو سکندر خاں صاحب ہیڈ کلرک پنجاب یونیورسٹی لاہور
- (۹) جناب بابو احمد الدین صاحب اکونٹنٹ محکمہ پبلک ورکس لاہور
- (۱۰) جناب ماسٹر شیر محمد صاحب وائس پرنسپل آرٹس سکول لاہور
- (۱۱) جناب مرزا قاسم بیگ صاحب کلرک محکمہ ریلوے لاہور
- (۱۲) جناب منشی حاجی شمس الدین صاحب شائق (شمس الہند) لاہور

(۱۳) خاکسار محرم علی حشتی

باتفاق رائے حاضرین میاں فضل حسین صاحب بی اے بیٹر میٹ لا اس جلسہ کے چئیرمین ہوئے
اور خاکسار سکرٹری قرار پایا۔

اس جلسہ میں اتفاق رائے سے سو دو کی مختلف صورتوں کے متعلق ایک استفتاء تیار کر کے
انجمن نعمانیہ لاہور کی خدمت میں بدیں درخواست بھیجا گیا کہ وہ اپنے سالانہ جلسہ کی تقریب ان حضرات
علماء ہند سے (جو اسکے سالانہ جلسہ میں شامل ہوتے ہیں) فتوے حاصل کر نیکی کوشش کرے۔
انجمن موصوف نے اس درخواست کو منظور فرمایا چنانچہ استفتاء مذکور متواتر مجلس علماء
موصوف میں پیش ہوتا رہا اور بعد غور و مباحثہ علماء مذکور نے جو فتوے ارقام فرمائے وہ مع استفتاء
کے ان کاغذات میں مرجع ہیں۔ بعد ازاں انجمن کی طرف سے قرار پایا کہ استفتاء مذکور مع جوابات حاصل
کے دیگر حقیقی علماء ہندوستان کی خدمت میں بغرض حصول جوابات بھیجا جاوے اور بعد ازاں ان
جوابات وصول ہونے پر ایک مکمل رسالہ بغرض آگاہی ہدایت برادران اسلام شائع کر دیا جائے۔
اب یہ کاغذات دیگر حقیقی علماء اسلام کی خدمت میں بدیں غرض بھیجے جاتے ہیں کہ وہ خاص
اس استفتاء کا جواب براہ عنایت ارقام فرما کر دخل ثواب ہوں۔ اگر وہ سابقہ جوابات سمجھتے
ہوں تو صرف تصدیق کے دستخط فتوے پر فرمادینے کافی ہیں۔ اگر جوابات میں کہیں اختلاف ہو تو
اختلاف کا اظہار مؤدلاًل کے فرمائیں اور اپنے اپنے شہروں میں دیگر حضرات علماء سے بھی جوابات حاصل
کر نیکی سعی فرمائیں۔ اگر خود کسی دوسرے عالم کے پاس ان کو اپنی طرف سے بھیجنے میں تاہل ہو تو براہ
عنایت ان کے اسم گرامی اور پتہ سے مطلع فرمائیں تاکہ ان کی خدمت میں یہ رسالہ بھیج دیا جائے۔
حضرات علماء کی خدمت میں التماس ہے کہ زیادہ سے زیادہ کم صفر المنظر ۱۳۲۶ھ ہجری
تک اپنے فتوے ارقام فرما کر جناب مولانا مولوی مفتی حکیم محمد سلیم اللہ خان صاحب دبیر انجمن نعمانیہ
کے پاس ارسال فرماویں۔ کیونکہ مسلمانوں کو اس فتوے کا سخت انتظار ہے اور
ماہ صفر المنظر میں رسالہ فتوے کا ضرور شائع ہونا چاہئے۔

خاکسار
محرم علی حشتی

لاہور۔ ہیرامندی
۱۵۔ دسمبر ۱۹۱۹ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سوال اول

قرآن شریف میں جو لفظ **ربو** استعمال کیا گیا ہے اور جس کو قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے اس کی جامع و مانع تعریف کیا ہے ؟

جواب اول

ربو کے معنی لغت میں زیادہ کے ہیں اور بعض فقہانے اس کی تعریف شرعی بایں طور کی ہے کہ ہو فضل مال لا یقابله عوض فی معاوضۃ مال بمال

(ترجمہ ۸۸) ربو وہ مال زائد ہے کہ تبادلہ مال بالمال کی حالت میں اس کے مقابل

کوئی عوض نہ ہو کیونکہ سونے کی بیج چاندی کے ساتھ اگر چاندی باعتبار وزن زائد ہو۔ مگر مضمون **ربو** کو پیدا کرتی جس حالت میں **یداً ابیداً** ہو۔

سونا بوجہ حسن اندرونی کے چاندی کثیر الوزن سے عوض پٹنے میں کافی ہوگا۔ اگر کوئی کہے کہ بعض افراد جنس کے اسی جنس کے بعض افراد پر فائق ہوتے ہیں تو گیسوں جنید کی بیج گیسوں ردی کے ساتھ درحالت تفاضل جائز نہ ہو تو میں اس شے کے جواب

میں عرض کرتا ہوں کہ شرع شریف نے جو دت کے لحاظ کو مردود کو کر دیا ہے۔ فرمایا حضرت سرور کائنات صلعم نے جنید ہا و ہادی ہا سواء (ترجمہ ۸۸) ایک

جنس کا جنید اور ردی برابر ہے مثلاً بعض گیسوں اگرچہ بعض گیسوں سے بہتر ہو۔

مگر جنید اور ردی ایک ہی رتبہ میں رکھی جائیگی بوجہ جو دت کے ردی سے کوئی مقدار

زائد دے سکیگا مگر غیبر کی حدیث مشہور ہے جب آنحضرت صلعم نے ترقید کی بیج بمقابلہ

ترددی کے درحالت تفاضل ناجائز فرمائی۔ اگر فضل مالی کے بجائے فضل نفع رکھا جائے

تو یہ تعریف بلا تکلف نہ کو بھی شامل ہو جائیگی جو مستفاد من یداً ابیداً ہے ۛ

سوال دوم

کیا عام مروجہ سود یا بیاج اور سود درجہ کے سود کا معنی
اور مفہوم اسرار و زبان میں سمجھے جاتے ہیں، یکساں حرام ہیں؟

جواب دوم

اَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ہیں دونوں داخل ہیں سود بھی اور سود و رُئوس
بھی۔ اگرچہ دونوں کی حرمت قطعی ہے مگر کچھ شک نہیں کہ سود و رُئوس میں حرمت
شدید ہے کیونکہ سود اول بنفسہ حرام تھا اور اس کے اوپر دوسرے سود کا اضافہ
ضرورت حرمت کی شدت کو پیدا کرتا ہے۔

سوم سوم

کیا مندرجہ ذیل صورتیں لفظ ربو کی تعریف میں داخل
ہیں یا نہیں؟ اور بصورت ربو کی تعریف میں داخل ہونے کے
مسلمانوں کے لئے شرع کے مطابق ہندوستان میں جائز
ہیں یا نہیں؟

(الف)

کسی بینک میں حصص سرمایہ خریدنا۔

(ب)

کسی بینک میں میعاد معین یا غیر معین کے لئے روپیہ جمع
کرنا اور کوئی منافع نہ لینا۔

(ج)

کسی بینک میں میعاد معین یا غیر معین کے لئے روپیہ جمع
کر کے اُس روپیہ کا منافع بصورت روپیہ لینا۔

(د)

ڈاک خانہ کی سپرنٹنڈنٹ بنکوں میں جو گورنمنٹ کے

ہیں (اور جن میں کوئی حصہ دار نہیں ہوتا) سرمایہ جمع کرنا یا جمع کر کے اُس کا مقررہ منافع جو گورنمنٹ دیتی ہے لینا۔

(۵)

گورنمنٹ پرامیسری نوٹ (جن کے ذریعہ گورنمنٹ کو قرضہ دیکر اُن کا مقررہ منافع گورنمنٹ سے لیا جاتا ہے اور جن کا اصل سرمایہ گورنمنٹ سے ایک میعادِ معین کے بعد ملتا ہے) کی خرید و فروخت یا اُن کا لینا گورنمنٹ پرامیسری نوٹ قابلِ بیع و شرا ہوتے ہیں۔ اور اُن کا نرخ حسبِ حالات کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔

(۶)

ہنڈویات کے چلانے کے واسطے کوئی دکان یا بینک کھولنا جس کے ذریعہ ایک مقام سے روپیہ دوسرے مقام تک پہنچایا جاوے اور اس کام کی اجرت کی کوئی فیس لینا۔

(۷)

کسی جائیدادِ منقولہ یا غیر منقولہ کو رهن با قبضہ رکھ کر اُس کے زیرِ رهن کی بابت رهن سے براہِ راست منافع لینا یا اُسی جائیداد کو کسی اور شخص کے استعمال کیلئے دیکر اُس سے فائدہ اٹھانا۔ یا خود اُس جائیداد کو استعمال کر کے اُس سے تمتع اٹھانا (کیا اس صورت میں جو احکام ہیں۔ وہ اُس صورت پر بھی حاوی ہونگے۔ جبکہ جائیدادِ مذکور کی مرمت خرچہ اپنے ذمہ لے) ؟

(۸)

بعض محکمہ حالتِ سرکاری وغیرہ سرکاری میں پراوی ڈنٹ فنڈ سے روپیہ بوقتِ ملازمت سے علیحدہ ہو نیکی ملازم کو دیا جاتا ہے۔ اُس فنڈ کی صورت یہ ملازم کی مقررہ تنخواہ میں سے ایک

معینہ رقم ماہوار حکماً کائی جاتی ہے اور کچھ رقم اتفاقی
طرف سے ماہوار اس میں شامل کر کے ان دونوں کے مجموعے پر
سود اور سود در سود جمع کر کے اصل رقم شامل ہوتا رہتا ہے
اور اسی طرح جو مجموعی رقم ہو جاتی ہے وہ ملازمت سے علاحدگی
کے وقت ملازم کو دی جاتی ہے۔ یہ صورت ان محکمہ جاتی ہوتی
ہے۔ جہاں ملازمان کو پنشن نہیں ملتی آیا ایسی رقم کے حصہ
سود یا سود در سود کا وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ط)

جو صورتیں مرزا سلطان احمد خان صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر
کے مندرجہ ذیل استفتا میں درج ہیں۔ ان کے مطابق کوئی زراعتی
بینک کھولنا اور اس میں ان قواعد کے مطابق حصہ دار بننا استفتا
میں درج ہیں :-

(استفتاء مرزا سلطان احمد خان صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر) تجویز
کی گئی ہے کہ ان دیہات زمینداروں میں جہاں زمینداران رضا مند ہوں۔
مندرجہ ذیل طریقوں سے زمیندار فنڈ یا زمیندار بینک کھولے جائیں۔

(۱)

جس قدر ممبر اس کمیٹی میں داخل ہوں ان کا نام درج رجسٹر کیا جائے اور
ان میں سے ہر ایک ممبر فصل پر اپنی اپنی پیداوار میں سے بحساب من
ایک ٹار یا دو ٹار مثلاً اس فنڈ میں داخل کیا کرے جو اسکے نام سے جمع رہے گا

(ب)

یا یہ کہ بجائے غلہ کے پھلے سال یا پہلی فصل میں نقد چند حسب
اور حسب رضا مندی لیا جائے اور پھر ہر سال یا ہر فصل میں پسندیدہ اور
فصل پر فی من کے حساب سے ایک ٹار یا دو ٹار یا فی ہل اور فی جوی ہا

فی گھر پر کوئی رقم حسب حیثیت لگا کر وصول ہوتی رہی۔

(ج)

یا شاملاتِ دیہی آمدنی اور آمدنی دھڑت سالانہ اس کام میں بطور ایک مشترکہ سرمایہ کے لگائی جاوے جس میں ہر ایک شامل ہونیوالا ممبر حصہ دار حسب حصہ حقیقت خود کے ہوگا۔

(د)

یہ ہر ایک قسم کا سرمایہ ایک خاص ميعاد پانچ یا دس سال تک واپس کیا جاوے گا۔

(ه)

ایسے ہر ایک قسم کے سرمایہ میں سے وہی اشخاص قرضہ لینے کے مستحق ہونگے جو اسکے ممبر ہیں۔ سوائے رجسٹر شدہ ممبروں کے اور کوئی شخص قرضہ نہیں لے سکیگا۔

(و)

جو ممبر اس سرمایہ سے قرضہ لیگا۔ وہ مندرجہ ذیل صورتوں میں اصلی رقم کے ساتھ ایک شے زائد ادا کرے تاکہ سرمایہ ترقی ہوتی رہے اور شے زائد یا نفع سود و مروجہ سے عموماً ایک اور دس کی نسبت رکھیگا یعنی بہت ہی ہلکا اور معمولی منافع یا شے زائد ہوگی۔ (۱) مثلاً اگر کوئی ممبر حصہ نقد یا حصہ روپیہ کا غلہ بیوے تو فی روپیہ سالانہ ایک ٹار غلہ بطور نفع فنڈ کے دیا کرے یہ سرمایہ خاص زائد کے نام سے موسوم ہوگا۔ اور اس میں ہر ایک ممبر حسب اپنے حصہ چندہ کے حصہ دار ہوگا۔

(۲) ثانیاً منافع کی کوئی شرح خاص مقرر نہ کی جاوے لیکن ہر ایک قرضہ گیرندہ بروقت ادائیگی رقم قرضہ کے ساتھ کچھ اضافہ یا کوئی

شے زائد دے دیا کرے۔ مثلاً حصہ روپیہ کے ساتھ ایک دو تین
روپیہ وغیرہ وغیرہ دیدینا۔ اور بصورت عدم استطاعت کوئی شے
زائد ادا کرنیکی قید نہ رہے۔

(۳) ثالثاً حصہ روپیہ زائد ممبر نے اصلی سرمایہ میں سے قرضہ لیا اور اُسکے ساتھ بحساب فی روپیہ ایک ٹا۔ یا دو ٹا وغلہ سالانہ یا ایک نقد رقم ادا کی۔ اور وہ رقم زائد یا زائد غلہ خاص سرمایہ زائد نہ سمجھا جاوے بلکہ ایک ایسی رقم جو کسی اپنے مشترکہ کام پر لگائی جاسکتی ہے۔ یعنی ایسی زائد رقمیں حصہ داران میں حسب حصص تقسیم نہ ہوں۔ بلکہ کسی مشترکہ کام پر لگائی جاویں۔

(۴) اصل رقم قرضہ پر ایک شرح خاص سے منافع لیا جاوے اور وہ منافع اسی شخص کا حصہ سمجھا جاوے جو قرضہ لینے کی صورت میں ادا کرتا ہے جب ایسی کل رقمیں جمع ہو گئیں تو ہر ایک حصہ دار نے اپنی اپنی رقم موسوم بہ رقم منافع برصا مند ٹی خود مشترکہ قرار دیکر خاص سرمایہ زائد میں داخل کی۔ اور یہ اخیر وقت پر حسب حصص خود اُسے تقسیم کر لیا۔ مثلاً زید نے اصلی سرمایہ میں سے حصہ اور بکر نے مال روپیہ اور خالد نے مال قرضہ لیا۔ اور ہر ایک قرض گیرندہ نے خاص شرح کا منافع سالانہ حسب ذیل ادا کیا۔

زید ۸ = بکر ۷ = خالد ۵ = کل ۲۰

اور یہ ہر ایک رقم خود انہی ممبروں کی اصلی رقم سمجھی گئی اور پھر کل ممبران ایسی رقمیں خاص سرمایہ زائد میں منتقل کر دیں۔ اور اپنے اصلی چندوں پر انہیں تقسیم کر لیں۔ مثلاً

زید بمقابلہ اصلی رقوم چندہ	عمر	{ میزان
بکر	عمر	
خالد	عمر	
	عمر	

(۵) جو ممبر قرضہ لیوے وہ بطریق بیع سلم فصل پر ایک خاص معین نرخ پر غلہ دید یا کرے اور ایسی رقوم جو بمقابلہ نرخ مقررہ کے فصلی نرخ کی وجہ سے زائد حاصل ہو۔ وہ سرمایہ خاص زائد میں شامل ہو کر حصہ داران میں حسب حصص اصلی کے تقسیم ہوتی ہے۔
اب سوال یہ ہے کہ۔

ان سب صورتوں میں سے کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے، جو رابو یا سود کی تعریف میں آسکتی ہے؟ اور جو اسلامی شریعت یا کسی اضطراری اجتہاد کی وجہ سے جائز قرار دیجائے۔ جواب دیتے ہوئے بالخصوص یہ بحث زیر غور رہے کہ ایسے سرمایوں یا بنکوں میں سوائے مہران رجسٹر شدہ چند دھندگان کے اور کوئی نیا شخص قرضہ نہیں لے سکتا۔ گویا جن کا اپنا روپیہ داخل ہے۔ وہی اُس میں کسی کو ویش صورت میں قرضہ لیتے اور ایک نئے زائد دیتے ہیں۔ ہر ایک امر کی نسبت جداگانہ جواب مختصر دلائل شرعی۔ اجتہادی مطلوب ہے۔

جواب سوال سوم

(جواب الف)

کسی بینک میں حصص کا خریدنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس قسم کے خرید و فروخت بیع صرف ہوتی ہے اور اس میں تقابض بدلیں مجلس میں شرط ہے۔ اسی واسطے سونا جو موجود ہے اسکی بیع سونے یا چاندی غیر موجود فی المجلس سے جائز نہیں۔
(جواب ب)

اس طرح روپیہ رکھنا امانت رکھنا جائز ہے۔ شاید کوئی یہ شبہ کرے کہ وہ روپیہ سود میں صرف کیا جاتا ہے اور اس کا علم رکھنے والے کو بھی ہے تو گویا ایک طرح سود کی اعانت پائی گئی۔ تو میں اس کا جواب عرض کرتا ہوں کہ اس کی

ثبت میں حفاظت مال ہے۔ امانت سود نہ نظر نہیں لہذا حرمت کی حد میں نہیں آسکتا کسی درجہ کراہیت ہو۔

(جواب ج)

روپیہ جمع کر کے اس کا منافع حاصل کرنا سودی ہے۔ لہذا ناجائز ہے۔

(جواب د)

بطور امانت رکھنا روپیہ کا جائز ہے اور گورنمنٹ جو نفع دیتی ہے۔ اس کا لینا جائز نہیں۔

(جواب ہ)

پرائیسری نوٹ کی خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ جس روپیہ کے بدلے میں پرائیسری نوٹ اس نے سرکار سے حاصل کیا ہے۔ و حقیقت وہی زیع ہے اور مجلس بیع میں اس کا موجود ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نسیہ لازم آئیگا۔

(جواب و)

ایک مقام سے دوسرے مقام پر روپیہ پہنچانے کی وجہ سے جو رقم لی جاوے وہ جائز ہے کیونکہ یہ اس کے پہنچانے کی اجرت ہے لینے والے نے بوجہ پہنچانے روپیہ کے اجرت لی ہے روپیہ بطور قرض دیکر نفع حاصل نہیں کیا۔

(جواب ز)

جائداد مذکورہ سوال سے جو نفع حاصل کیا وہ مالک اصلی کا ہوگا۔ روپیہ دہندہ اس کا مالک نہیں ہو سکتا اگر اس کو مالک قرار دیا جاوے تو یہ سربو ہے اور حرام ہے اور اس کی مرمت میں جو صرف ہوا اس کو آمدنی جائداد سے وضع کر سکتا ہے اور باقی ماندہ کو مالک اصلی کی طرف ادا کرنا ہوگا اور نفع اٹھانا درست نہیں ہے۔

(جواب ح)

ملازم کی بابت جو سوال ہے کہ اس کی تنخواہ سے ایک رقم حکماً کٹنی جاتی ہے۔ اور اور رقم اس میں شامل کی جاتی ہے۔ یہ آقا کی طرف سے ایک تبرع ہے اور یہ جائز ہے۔

اور آقا جو عمل کرے، سک بار اُس پر سے۔ آقا اگر اہل اسلام سے ہے تو لازم کو سود
کار و پیا آقا سے لینا درست نہیں اور سوال ثبات میں اہل اسلام کے لئے
ہند میں سود کے متعلق جو دریافت کیا گیا ہے اس کا جواب معروض ہے۔ واضح ہو
کہ اہل اسلام کو ہند میں سربو لینا درست نہیں ہے اور بادی النظر میں عبارت
ہدایہ سے کہ (لا ریبوا بین المسلم والحزبی فی دار الحرب) جو یہ شبہ
ہوتا ہے کہ اس روایت کے مطابق سربو جائز ہو میرے خیال میں یہ عبارت مجاز
سربو کی ثبوت نہیں ہے۔ اس حدیث پر جو جرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا
فتح القدیر میں ذکر ہے میں اس سے قطع نظر کرتا ہوں اور حدیث کو کہ (لا ریبوا
بین المسلم والحزبی فی دار الحرب) تسلیم کر کے تحریر کرتا ہوں کہ ہند
کسی وقت یں سلاطین اسلام کا محکوم رہ چکا ہے۔ اور وہ دارالاسلام کے
لقب سے مشرف ہو چکا ہے اب اس کا دار الحرب ہونا مشروط بشرط ہے۔
عاملگیری میں ہے۔ انما تصیر دار الاسلام دار الحرب عند
ابی حنیفہ بحیثہ اللہ علیہ بشرائط ثلاث۔

أحدها۔ اجراء احکام الکفار علی سبیل الاستہاد
وان لا یحکم فیہا بحکم الاسلام۔

والثانی ان تكون متصلة بدار الحرب لا یحلل
بینہما بلدة من بلاد الاسلام۔

والثالث۔ ان لا یبقی فیہا مومن ولا ذمی امنًا بامانة
الاول الذی کان ثابتا قبل استیلاء الکفار للمسلمین باسلامہ
وللذی بعقد الذمہ ۱۲

(ترجمہ) دارالاسلام دار الحرب اس وقت ہوتا ہے کہ جب اس میں تین شرطیں
پائی جاویں۔ نزدیک حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے :-
ایک شرط تو یہ ہے کہ احکام کفار کے اعلان جاری کئے جاویں۔

دوسری یہ کہ دارالحرب سے ایسا متصل ہو کہ اُس میں اور دارالحرب میں کوئی بلکہ ہلاک اسلام سے حائل نہ ہو۔

تیسری یہ کہ اس میں تو من و ردی ساتھ آئیں سابق کے باقی کے نہ رہیں یعنی جو امن کہ قبل از استیلائے کفار تھا مسلم کو بوجہ اسلام اور ذمی کو بوجہ عقد ذمہ کے باقی نہ رہے۔

چونکہ ہندوستان میں احکام اسلام بھی علی الاعلان جاری ہیں تو امام صاحب کے نزدیک ہندوستان دارالحرب نہ ہوا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بالظہن اگر تسلیم کریں کہ دارالحرب ہے مگر وہ دارالحرب میں ترابو کو جائز نہیں رکھتے۔ لہذا امام صاحبؒ اور امام ابو یوسفؒ علیہما الرحمۃ کے نزدیک ہند میں ترابو لینا اہل اسلام کو جائز نہیں۔ اور اس عدم جواز میں دیگر آئمہ مثل امام شافعیؒ وغیرہ کے شامل ہیں۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک بھی عند التحقیق ہند دارالحرب نہیں ہے۔ گو عالمگیری کے عبارت سے کچھ وہم ہو جاتا ہے کہ ہند دارالحرب ہے مگر امام صاحب امام محمدؒ کے قول کی جو دیگر کتب فقہ میں تفصیل موجود ہے۔ کہ اجرائے احکام کفار کے ساتھ نفی حکم اسلام کے بھی امام محمدؒ قید لگاتے ہیں (تو امام محمدؒ کے نزدیک بھی ہندوستان میں ترابو جائز نہ ہوا۔

(جواب - ط)

(یعنی جواب استفتاء مرزا سلطان احمد صاحب
(اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

ترض گیرندہ کو رقم ڈاٹہ کا ادا کرنا سود ہے۔ قلیل ہو یا کثیر ہرگز جائز نہیں۔

(جواب شق ثانی فقرہ - و)

منافع جب مشروط نہیں اور اس کو دینے نہ دینے کا مجاز ہے۔ تو وہ سود نہیں

ہو سکتا۔ دینے والے کی طرف سے تبرع ہے۔ اگر یہ مضمون برائے گفتن ہی ہے۔ اور درپردہ عمل درآمد سود جیسا ہے۔ تو وہ سود میں داخل ہے۔

(جواب شق ثالث فقرہ مذکور)

زید نے جو قرض لیا ہے۔ اس قرضہ میں کسی قدر روپیہ زید کا بھی ہے۔ اگر اس قرضہ ہے۔ زید کی اصلی رقم کو وضع کر دیا جاوے۔ تو رقم زائدہ باقی ماندہ کے مقابلہ میں رہ جائیگی۔ جس کو ممبران سرمایہ نہیں لے سکتے۔ کیونکہ وہ سود ہے۔

(جواب شق چہارم فقرہ مذکور)

ایسا عمل درآمد کرنا کہ شرح خاص کے ساتھ ایک منافع لیا جاوے۔ اس کا لینا درست نہیں ہے۔ لہذا بعد وصول کرنے کے وہ اُسی شخص کا حصہ ہو سکتا ہے۔ جو ادا کرتا ہے۔ اس کا مشترک قرار دینا سرمایہ کی طرف جاتا ہے۔ لہذا جائز نہیں۔

(جواب شق پنجم فقرہ مذکور)

ممبر کا اس سرمایہ میں سے قرضہ لینا اور اس کے بدل میں بیع سلم کا معاملہ کرنا جائز نہیں۔ اور یہ بیع سلم وہ سلم نہیں ہے کہ جسکی کتب فقہ میں اجازت ہے کیونکہ بیع سلم میں تحقیق فقہاء اس المال رب السلم کا ہوتا ہے جو مسلم الیہ کو دیا جاتا ہے اور مسلم الیہ حسب شرائط سلم مسلم فیہ کو مدت معینہ میں رب السلم کے سپرد کرتا ہے۔ چونکہ اس مال میں کسی قدر ورثہ مسلم الیہ کا بھی ہے لہذا یہ عقد سلم سلم شرعی نہیں اور ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

واضح ہو کہ جوابات مذکورہ بالا میں ملنے الضمیر کو ظاہر کر دیا ہے اور بوجہ تنگ وقت طوالت کا موقع نہیں ملا۔ اور نیز مضمون طویل رسالہ کی صورت میں

واقع ہوتا ہے۔ اور اس محل پر مقصود فتوے ہے۔ واللہ اعلم

المجیب

احمد علی مدرس مدرسہ عربیہ

جوابات صحیح ہیں { خادم العلماء غلام محمد ہوشیار پوری عفا اللہ عنہ

جوابات صحیح ہیں { عبد السلام انصاری پانی پتی عفی عنہ

جوابات مندرجہ بالا صحیح ہیں { العبد احمد علی شاہ (مرزا پور)

جوابات مندرجہ بالا صحیح ہیں { العبد مفتی سلیم اللہ (لاہور)

جوابات مندرجہ بالا صحیح ہیں { بندہ سید حسن عفی عنہ مدرسہ دہلی

الجواب صحیح تھا و بعد الحق الا الضلال { عبد محمد اکبر گوی عفی عنہ خطیب مسجد شاہی ہوا

نعم السؤال وحيد الجواب فله والمجيب { راجی الی رحمة اللہ الخی القیوم

المصیب بابہ اصاب فیما احباب - { غلام اللہ قصوری عفی عنہ

الجواب حق و صحیح و المجیب مصیب { عبد حقیر عبد الحکیم خلیفہ حضرت مولانا خواجہ مستان شاہ

والحق الصبح بالاتباع والقبول { عتبات کابلی (سکنہ موضع علی شمع صابہ) خلی شہزادہ ضلع کابل

واضح ہو کہ سربلو حرام قطعی ہے اور ہندوستان دار الحرب نہیں قال بنفہ وکتبہ

اور ہرگز یہاں کسی قسم کی سود خواری حلال نہیں مجیب نام مجبوتے

جو جوابات لکھے ہیں مجھے اُن سے اتفاق ہے البتہ حرف (ح) { القادری الحشتی

سوال میں کہ جواب میں مجھے پورا اتفاق نہیں بیگز نزدیک وہ بھی

بجائز ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مدلل میر میں سالہ بعد میں ارسال کرونگا

پہلو اور وی { العبد الضعیف محمد بن المدعو دیکھیں صبا

پہلو اور وی غفر اللہ لہ

الجوابات صحیحہ مگر جواب سوم کے ح سے مجھے (ابوالبرکات محمد عبدالحکیم شمس العلماء
اتفاق نہیں صورت بھی سود میں داخل ہے) کلاٹوری پروفیسر اور ایٹل کالج لاہور

کل جوابات صحیح ہیں۔ صورت جواب سوم کے حرف ح یعنی ہندی نٹ نڈ کے متعلق مذکورہ
کا سود کاروبار لینا جائز نہیں خدا سے :-۔ مگر کسی بینک میں بابت روپیہ رکھنا اور سود کچھ نہ بابت
لینا جائز ہے مگر ہندی یعنی منی آرڈر جس میں سود نہیں لیا جاتا ہے مگر ضرورتاً لازم کو چاہنا اور لینا جائز ہے
وہ سود جائز ہے۔ اور سود ناجائز مگر تمام صورتیں مرزا سلطان صاحب کے سوالات بوجہ معاملہ
سودی ناجائز ہیں مگر اسے سوا اور تمام صورتیں بوجہ سود کے حرام ہیں۔ واللہ اعلم۔

جوابات مذکورہ بالا صحیح ہیں حرف مگر ہندی میں تامل ہے (فقیر معین الدین اجوی علی مدظلہ العالی)
جوابات مذکورہ الصدر باستثنائے صورت ہندی صحیح ہیں (محمد اشرف مدرس مدرسہ نمازیہ لاہور)

جوابات صورتہ مذکورہ بالا باستثنائے صورت (فیض الحسن عفی عنہ
ہندیو نولی میرزویک صحیح ہیں واللہ اعلم بالصواب) مدرس مدرسہ نمازیہ لاہور

ہندوستان میں مسلمانوں کو سودی معاملہ کرنا خواہ کافر سے ہو
یا مسلمان سے حرام ہے۔ اور احقر نے اس بحث میں ایک
مستقل رسالہ مسیحی تحذیر الاخوان لکھا ہے جو چھپ چکا ہے
باقی تفصیل سائل مستفسرہ کی بعد میں ہو سکتی ہے (زمانہ ہون منع مظفرنگر اشباہ)

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَسَلَامًا
وَابْعَادَ لِبُأْحْرَامِ فِي الْهِنْدِ وَجَمِيعِ الدِّيَارِ الْهِنْدِ لِلْمُسْلِمِ
مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ غَيْرِهِمْ عِنْدَ الْفَقَّارِ الْعِظَامِ
وَالْهِنْدِ لَيْسَ بِأَزْوَاجِ الْحَرْبِ لِأَنَّ فِيهِ الْأَمَانَ وَافْتِ
بِالتَّقْصِيلِ فِي مَضَانِ انْتِشَارِ اللَّهِ تَعَالَى
وَصَلَّى اللَّهُ

عبدالعاصی بانوام العاصی ابوسر
علی احمد محمودی اللہ شاہ الحنفی
القادری البشتی انطباعی المذاقی
البدایونی کان لہ اللہ یوم
الاثنین
۲۱ من شعبان

۱۳۲۵ھ

فَإِنْ تَنَزَّلْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَقَالُوا هَذَا الْمَدِينَةُ
الْعُلَمَاءُ وَرَبُّهَا نَبِيَّاءُ

سُودِ كِي مُتَخِلِفُ صُورَتِ كِي مُتَعَالِقِ لِسْتَفْقَا

اُور
اُس پر حنفی علماء اسلام کے فتوے

ایمٹ

انجمن علماء ہند لاہور

مطبوعہ کریم پریس لاہور بیرون شہر اوالیٹ سٹر کمر روڈ
(بہر اہتمام میر غلام مرتضیٰ الشاہ پرنسٹن)